آزادی بیان بحوالہ منشور حقوق بشر و نہج البلاغہ

پروفیسر شاہ محمد وسیم

انسان اور عقل

"Man The Unknown" انسان موجود ناشناس کا مؤلف Alexis Carel الیکسز کارل کہتا ہے کہ انسانی بدن غیر معمولی استحکام و استعداد کا حامل ہے، یہ جسم ہر قسم کے حادثہ میں استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اسی طرح بھوک ، بے خوابی، تکان، بہت زیادہ غصہ، درد، بیماری، دکھ، مشقت اور روح و بدن میں موجود حیرت انگیز اعتدال کی حفاظت کے موقعہ پر بہت عجیب و غریب تحمل اور قوت برداشت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کہا جاسکتا ہے کہ عام حیوانات میں سے انسان میں باقی رہنے اور جدوجہد کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ اپنی اس عجیب و غریب فکری و جسمانی توانائی کی وجہ سے ہی انسان صنعت و تمدن میں اس مقام پر آن پہنچا ہے۔ اور تمام جانوروں پر اپنی برتری ثابت کر چکا ہے۔

"خدا نے انسان کو عقل سے بہتر کوئی چیز نہیں دی ہے۔" فرمایا موسیٰ ابن جعفرؑ نے کہ عقل و علم ساتھ ہیں ۔ یہی عقل و علم انسان کو سوچنے ، سمجھنے اور اظہار خیال و بیان کے قابل بناتے ہیں۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اپنے خیالات و تصورات کا نہ صرف حامل بنے بلکہ اسے یہ حق بھی ملے کہ وہ انہیں آزادانہ طور پر دوسروں تک پہونچا بھی سکے۔

منشور حقوق بشر اور آزادانہ بیان:

انسان کو جو جمہوری حقوق حاصل ہیں ان میں اور اسے فراہم کی گئی مختلف النوع آزادیوں کے درمیان آزادی بیان کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے حقوق انسانی پر کسی قسم کے اعلامیہ یا عہد نامہ کا خاکہ تیار کرنے سے قبل، اپنے ۱۹۴۶ء کے اوّلین اجلاس میں ریزویشن نمبر (۱) ۵۹ میں تصریح کی کہ "معلومات (حاصل کرنے) کی آزادی ، انسانی حقوق کے ضمن میں ایک اہم انسانی حق ہے اور یہ (حق) ہر اس آزادی کی کسوٹی ہے جسے اقوام متحدہ نے بجا قرار دیا ہے۔"[۱]

1.Freedom of information is a fundamental human right and... the touchstane of all the freedoms to which the United Nations is consecrated.

آزادی بیان جمہوریت کے قائم ودائم رہنے اور فیصلوں میں عوام کی حصہ داری کی ضمانت ہے۔ کسی ملک کے باشندے اس وقت تک نہ اپنے حق رائے دہندگی کا استعمال مؤثر طور پر کرسکتے ہیں اور نہ ہی عوامی سطح پر کوئی فیصلہ کرسکتے ہیں، جب تک انہیں معلومات اور مختلف النوع خیالات وتصورات کو آزادانہ طور پر حاصل کرنے کی سہولت نہ ہو اور وہ خود اپنے خیالات وتصورات کا آزادانہ طور پر اظہار نہ کرسکتے ہوں۔ اس طرح آزادی بیان انسان کی انفرادی عظمت واہمیت، سماج میں اس کی حصہ داری، ذمہ داری اور جمہوری اقدار کی نشوونما کے لئے لازمی ہے۔ اس کی خلاف ورزی تمام دوسرے انسانی حقوق کو کالعدم قرار دے دیتی ہے، جیسے ادارہ سازی اور مل جل کرکسی ادارہ میں باہمی طور پر فرائض کے انجام دینے کا حق۔

اس طرح آزادی بیان ہر فرد کو آزادانہ اظہار خیال اور حق رائے دہندگی عطا کرتی ہے۔ آزادئ بیان وہ حق ہے جو جمہوریت کی تقویت کا باعث اور ملکی معاملات میں سیاسی حق داری کی ضمانت ہے۔ آزادی بیان کے بغیر" دوسرے تمام بنیادی حقوق مثلاً حق رائے دہندگی وغیرہ تحلیل ہوکر معدوم ہوجاتے ہیں۔" لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آزادئ بیان کی وسعت لامتناہی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کا بے روک وٹوک استعمال دوسرے حقوق اور دوسروں کے حقوق سے ٹکراسکتا ہے۔ لہٰذا حالات اور معاملات کی مناسبت سے نقطۂ اعتدال پر لانے کے لئے اسے کنٹرول کرنا بھی ضروری ہے۔ مثال کے طور پر (بلاوجہ) نفرت آمیز بیان (Hate Speech) پر روک لگانا ضروری ہے۔ اس کی انتہائی مثال ۱۹۹۴ء میں روانڈا Rawanda میں رونما ہونے والی نسل کشی اور وہ نسل انگیز حملے ہیں جن کے لئے ریڈیو اور ٹیلی ویژن (Libre des Milles Collines) کا استعمال کیا گیا تھا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ Hate Speech کو دبایا جائے اور ذرائع ابلاغ کا استعمال انسان کی بھلائی کے لئے ذمہ دارانہ طور پر کیا جائے۔

۱۹۴۸ء میں حقوق انسانی کا عالمی اعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights) وجود میں آیا جس کو اسی سال ۱۰ / دسمبر کے اجلاس میں جنرل اسمبلی نے قبول کرلیا۔ اس اعلامیہ کی دفعہ ۱۹ میں کہا گیا ہے :

" ہر شخص کو... آزادانہ طور پر اپنی رائے رکھنے اور اسے بیان کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی حق کے تحت اسے بلاکسی مداخلت کے اپنی رائے رکھنے اور معلومات (کے ذرائع) کا پتہ لگانے، اسے حاصل

کرنے اور (ان) معلومات اور خیالات کو کسی بھی ذریعہ ابلاغ کی وساطت سے بغیر کسی حد بندی کے (دوسروں تک) پہونچانے کا حق حاصل ہے۔"[۱]

بین الاقوامی عہد نامہ برائے شہری وسیاسی حقوق (International Covenant on Civil & Political Rights) ۱۹۶۶ سے لاگو ہے۔ یہ اعلامیہ حقوق انسانی کے عالمی اعلامیہ میں مندرج اصولوں کو تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونا ہر اس حکومت کی ذمہ داری ہے جس نے اس پر دستخط کئے ہیں اور اس کی تصدیق کی ہے ICCPR کی دفعہ ۱۹ واضح طور پر یہ شرط عائد کرتی ہے کہ:

"۱۔ ہر شخص کو بغیر کسی مداخلت کے رائے رکھنے کا حق ہوگا۔

۲۔ ہر شخص کو آزادی بیان کا حق حاصل ہوگا، اس حق کے تحت اسے ہر قسم کی معلومات اور خیالات کا پتہ لگانے، انہیں حاصل کرنے اور دوسروں تک پہونچانے کی آزادی (بھی) شامل ہے، چاہے یہ زبانی (انجام پائے) یا تحریری طور پر یا طباعت کے ذریعہ (انجام پائے)۔ یا فنکارانہ (تخلیق) کی صورت میں یا اس کی پسند کے کسی دوسرے ذریعہ ابلاغ کے توسط سے۔

۳۔اس دفعہ کے دوسرے پیراگراف میں دیئے گئے حقوق کو بروئے کار لانے کے ساتھ ساتھ مخصوص فرائض اور منصبی ذمہ دارایاں (بھی) عائد ہوتی ہیں۔ اس لئے ان حقوق پر کچھ پابندیاں بھی لگائی گئی ہیں، مگر یہ پابندیاں وہی اور اسی طرح کی ہوں گی جن کا قانونی جواز ہو اور جو لازمی قرار پاتی ہوں: (الف) دوسروں کے حقوق کا احترام یا ان کی شہرت کے واسطہ سے (ب) ملکی تحفظ یا عوامی نظم وضبط (Public Order) کی خاطر یا پھر شہریوں کی صحت یا اخلاقیات کے لئے۔"[۲]

مخصوص اقوام متحدہ رپورتیر برائے آزادی رائے اور بیان (UN Special Rapporteur on Freedom of Opinon & Expression) کا تقرر اقوام متحدہ کمیشن برائے حقوق انسانی کی ایک قرارداد کے ذریعہ ۱۹۹۳ء میں ہوا تھا۔ اس کے تحت حکومتوں، غیر سرکاری اداروں اور دوسروں کے ساتھ بھید بھاؤ،

1."Everyone has the right to the freedom of opnion and expression. This right includes freedom to hold opinions without interference and to seek, receive and import information and ideas through any media and regardless of frontiers.

2.Article 19 of the (CCPR) stipulates that: Everyone shall have the right to hold opinions without interference.

Everyone shall have the right to freedom of expression, this right shall include freedom to seek, receive and import information and ideas of all kinds, regardless of Frontiers, either orally, in writing or in print, in the form of art or through any other media of his choice.

The exercise of the rights provided for in paragraph 2 of this Article carries with it special duties and responsibilities, it many therefore be subject to certain restrictions, but these shall only be such as are provided by law and are necessary : (a) For respect of the rights, or reputations of others (b) for the protection of national security or of public order (*order public*), or of public health or Morals".

تشدد جن میں پیشہ ور افراد بھی شامل ہیں، کوحق آزادی رائے اور بیان کے ضمن میں ستائے جانے کے واقعات کے اعداد وشمار جمع کرنے اور پھر انہیں اپنی سالانہ عمومی رپورٹ اور ملکی رپورٹ میں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، ان حقوق کی بہتری کے لئے اپنی سفارشات کو پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

یونسکو(UNESCO)بھی آزادی بیان اور اس ضمن میں پریس کی آزادی کو ایک بنیادی حق کی حیثیت سے بڑھاوا دیتا ہے۔ اس حق کی اہمیت کے مدنظر ۱۹۹۳ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا وہ اعلان بھی قابل ذکر ہے، جس کے ذریعہ ہر سال ۳ مئی کو عالمی ''یوم آزادئی پریس'' کے طور پر منائے جانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں یونسکو (UNESCO)نے ۱۹۹۷ میں گوئیلر مکنو (Guillermocano) عالمی آزادی پریس انعام کی تاسیس بھی کی ہے۔ آزاد ذرائع ابلاغ کو متنازعہ علاقوں میں یونسکو (UNESCO)کی سرپرستی اس خیال کے تحت حاصل ہے کہ تنازعہ کا سدباب کیا جاسکے اور ثقافت اور امن وسلامتی کی طرف مثبت طور پر پیش رفت ہو۔ یونسکو (UNESCO) کا خیال ہے کہ پریس کی آزادی، مجموعی طور پر آزاد ذرائع ابلاغ، اخبار کی ترویج اور ریڈیو اسٹیشنوں کا قائم ہونا سماجی، رشتوں کو استوار کرنے اور مصالحتی تدابیر میں معاون ہوں گے۔ آزادئی بیان اور اس کی اضافی جہت کے طور پر پریس کی آزادی کو انسان کی زندگی میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔

انٹرنیٹ اور آزادی بیان

۱۹۹۰ء کی دہائی سے حق آزادی بیان کی توسیع کے تحت ہماری زندگی، کاروبار، طرز زندگی اور روزمرہ کے برتاؤ اور طریقہ کار سب ہی کو کمپیوٹری نظام کے تحت بتدریج لایا جا رہا ہے۔ اس طرح عالمی سطح پر تیز رفتار اور پراثر تبادلۂ خیال کو آزادی بیان کی ذمہ دارانہ وسعت کی رو سے دیکھا جارہا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ شخصی واجتماعی ذمہ داری اور قانون ہاتھ سے جانے نہ پائیں۔ در اصل موجودہ دور میں ذمہ داری یہ نبھانا ہے کہ انٹرنیٹ (Internet) اور برقی ذرائع ابلاغ کے فوائد پر ضرب بھی نہ لگے اور ان کے غیر ذمہ دارانہ اور مجرمانہ استعمال پر روک بھی لگ جائے مثلاً ان برقی ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ (Internet) کا استعمال نابالغ بچوں (بلکہ کسی کے بھی) جنسی استحصال کے لئے نہ کیا جانا چاہیے۔

آزادی بیان اور فتنہ انگیز (Seditious) اور خرابکار (Subversive) تقاریر کے لئے حکومت کے

سزا دینے کے اختیار کی قانونی حد بندی کرنے میں امریکہ میں دوسو برس لگ گئے[1] بہت سے لوگوں کو تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ جیسے مزدور لیڈر Engene V. Debs کو دس سال کی سزا مزدوروں کی پرامن ریلی کو خطاب کرتے ہوئے یہ کہنے پر دے دی گئی تھی کہ آپ سب ''غلامی اور توپوں کا چارہ بننے سے بہتر چیز کے حقدار ہیں۔''

بیسویں صدی کی ابتدا بھی کچھ زیادہ اطمینان بخش ثابت نہ ہوئی۔ ٹریڈ یونین کے جلسوں کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ عدالتیں اسٹرائک کرنے والوں اور مزدوروں کے احتجاج پر پابندیاں عائد کرنے لگیں۔ ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو قید کرلیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پہلی جنگ عظیم میں امریکہ کی شمولیت کے خلاف پر امن احتجاج کرنے والوں کو قید وبند کی مصیبتوں کا سامنا بھی کرنا پڑا تھا۔

اسی طرح کے معاملات سے نپٹنے کے لئے ۱۹۲۰ء میں (امریکن سول لبرٹیز یونین : American Civil Liberties Union) امریکی یونین برائے شہری آزادی کا قیام عمل میں آیا۔

آزادی بیان اور ہماری ذمہ داری

آزادی بیان کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ اسے بغیر کسی اخلاقی شرط اور قانونی بندش کے غیر ذمہ دارانہ طور پر استعمال کیا جائے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ آزادی بیان کے نام پر کسی دوسرے کے جذبات کو بلاوجہ مجروح کرے یا اسے معطل کردے یا اسکے خیالات وتصورات کو غیر دیانتدارانہ طور پر خود اپنے نام سے دوسروں تک پہونچائے۔ بلکہ اس کے برعکس آزادی بیان کا مطلب یہ ہے کہ خود اپنے خیالات اور تصورات کو اگر ضرورت ہوتو عام کیا جائے یا اسے دوسروں تک پہونچایا جائے، نہ یہ کہ کسی دوسرے کے خیالات اور تصورات کو غیر دیانتداری کے ساتھ خود اپنے نام سے عام کیا جائے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آزادی بیان اور دیانتداری لازم وملزوم قرار پاتے ہیں۔

ہر فرد ومعاشرہ اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا کی بندگی کے ساتھ ساتھ ، انسانیت کی فلاح وبہبود اور آزادی بیان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے صحت مند معاشرہ کی تشکیل اور اس کی ترقی، باہمی زندگی (Mutual Existence) کے اصول پر کاربند رہتے ہوئے، خود اپنی اور انسانی معاشرہ میں

1.Freedom of Expression: ACLU Position Paper (1.2.1997)

ایک ایک فرد یعنی سب کی اصلاً خوشی اور صحتمند زندگی کے لئے کوشاں رہے۔

آزادی بیان ایک حق ہی نہیں ، ایک ذمہ داری بھی ہے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آزادی بیان اپنی حدوں سے تجاوز کر کے ایک ایسے نقطہ تک جا پہونچے جس کے اردگرد اندھیرا ہی اندھیرا ہو ! آزادی بیان کے نام پر انسان کو اس کے مقصد حیات سے دور کرنے والے بیانات تحریریں اور اقدامات آزادی کے نام پر غیر صحتمند رجحانات ، اذہان میں پلنے والے غیر صحتمند تصورات وخیالات کی غلامی کے مترادف ہوں گے جو نہ صرف یہ کہ انسان کو بربادی کے ایک دہانہ پر لاکر کھڑا کردیں گے، بلکہ اسے برباد کر ڈالیں گے۔ آزادی بیان کے نام پر کیو کلکس کلان Ku Klux Klan کی حمایت کرنا، عجب سی بات ہے۔ آزادی بیان کو اصل اصول پے کاربند رہتے ہوئے بروے کار لانا چاہیئے۔ یہی وہ روش ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی جہت اور منزل کو پاسکتی ہے۔ زبان کو کہاں رکنا چاہیئے اور کہاں اسے تیز رفتاری کے ساتھ معنی و مطالب کو ادا کرنا چاہیئے ، اس کا فیصلہ صحتمند تفکر کے زریں اصولوں کو مدنظر رکھ کر ہی کیا جاسکتا ہے۔

آزادی بیان اگر صحتمند ذہن وتفکر کے تابع ہوگی تو ہر فرد اپنی شخصیت کو ابھار سکتا ہے انسانی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکتا ہے۔ اس طرح آزادی بیان علم کی ترویج اور اس میں اضافہ کی جہت میں محرک و مفید وموثر ثابت ہوگی۔ یہ حق کے متلاشی کو اس کی منزل تک پہونچا سکتی ہے۔ انیسویں صدی کے مشہور ومعروف فلسفی، مصنف ،شہری آزادی کے نقیب اور ماہر معاشیات جان اسٹوارٹ مل (John Stuart Mill) کا قول ہے کہ دانشمندانہ فیصلہ اسی وقت ممکن ہے جب کوئی تمام حقائق اور خیالات پر غوروفکر کرلے ، چاہے اس کا سرچشمہ کوئی بھی ہو۔ ایسے میں فیصلہ کرتے وقت خود اپنے نظریات کے مدمقابل دوسروں کے نظریات کا محاسبہ کرنے کے بعد، لئے گئے فیصلے ہی در اصل صحیح ہوتے ہیں۔

اس طرح کے مدبرانہ ، دانشورانہ اور ذمہ دارانہ غوروفکر کے بعد اب جو زبان کھلے گی تو اظہار حق کے لئے ، اسکے ماسوا اور کسی چیز کے لئے نہیں ! کیونکہ عقل پر ایمان کا سایہ ہوگا۔ امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ عقل صرف حق کی پیروی سے مکمل ہوتی ہے۔

آزادی بیان نہج البلاغہ کی روشنی میں

خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا ہے، اس طرح کہ " اگر اس کی عقل اس کی شہوت وغضب پر غالب آجائے تو یہ فرشتوں سے افضل ہے اور اگر اس کی شہوت اور غضب اس کی عقل پر غالب آجائے تو یہ حیوان سے پست ہے۔[۱] چونکہ انسان کے لئے سب سے بڑی دولت عقل ہے۔"[۲] اس لئے آزادی بیان کو جذبہ حق پرستی اور عقل کے تابع ہونا چاہئے ۔ اگر زبان عقل کی محکوم نہ ہوتو درندہ بن جاتی ہے۔ عقل اسے بے راہ رو ہونے سے روکتی ہے اور اسے بے جا آزادی عطا نہیں کرتی ہے۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے " زبان درندہ ہے اگر چھوڑ دو ، (جو چاہے کہے) تو کاٹ لے (گی)"[۳] آزادی بیان کو بروئے کار لانے والے ہر شخص کو اپنی ذمہ داری آپ سمجھنا چاہئے ۔ نہ کسی کی دل آزاری کرنا چاہئے اور نہ کسی کو بدنام کرنے کی سازش کے تحت زبان کھولنا چاہئے۔ بلکہ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (اور تم میں سے ایک گروہ ایسے (لوگوں کا بھی) تو ہونا چاہیئے جو (لوگوں) کو نیکی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے[۴] آزادی بیان کا استعمال امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے کرنا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خالق کائنات نے اپنے بندوں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ زبان سے بیان کرنا ، قلم سے لکھنا اور عمل کرکے دکھانا اور سبق دینا، سب نیکی کی تعلیم دینے کی غرض سے ہونا چاہئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ " جو شخص خود کو عوام کا قائد جتائے اسے چاہئے کہ وہ دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنی ذات کو تعلیم دے اور اس کا کردار اس کی زبان سے پہلے ادب سکھائے اور نمونہ عمل دکھائے ۔ اپنے نفس کو مودب کرنے اور قابل بنانے والا دوسروں کو تعلیم دینے والے سے زیادہ قابل تعلیم وعزت ہے۔"[۵]

" بولو کہ پہچان لئے جاؤ کیونکہ انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوا ہے۔"[۶] کے مصداق جو صحتمند تصورات اور خیالات کے حامل ہیں، جو بندگان خدا کی بھلائی چاہتے ہیں اور سب سے بڑھ کر جو خوف خدا دل میں رکھتے ہیں، انہیں آزادئی بیان کے حق کے تحت اپنے کلمات اور نمونۂ عمل کو

۱۔ حضرت علی علیہ السلام ۲۔ ایضاً ۳۔ مختصر کلمات ۵۸، نہج البلاغہ ، احباب پبلیشرس، لکھنؤ ، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۹۱۱

۴۔ قرآن، سورہ آل عمران ، آیت ۱۰۴ ترجمہ مولانا فرمان علی ، نظامی پریس، لکھنؤ۔

۵۔ مختصر کلمات ۷۱، نہج البلاغہ ، احباب پبلیشرس ،لکھنؤ ۱۹۸۲ء ، صفحہ ۹۱۳۔

۶۔ حضرت علیؑ ، مختصر کلمات ۳۸۵، نہج البلاغہ، احباب پبلیشرس لکھنؤ ۱۹۸۲ء ، صفحہ ۹۸۸

دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے، تاکہ بہترین معاشرہ وجود میں آئے اور و بتدریج ترقی بھی کرتا رہے۔

بیان کرنے والے ہر ذمہ دار کو مولائے کائنات کی مندرجہ ذیل نصیحت پر عمل کرنا چاہیئے۔

"اپنے اور دوسروں کے درمیان خود اپنی ذات کو میزان بنا۔ جو بات تجھے اپنے لئے پسند ہے وہی ان کے لئے بھی پسند کر اور جو بات خود اپنے لئے ناپسند کرتا ہے، ان کے حق میں بھی ناپسند کر۔"[۱]

صاحب نہج البلاغہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ عقل کے تین مظہر ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ "دوسروں کی بھلائی کے لئے بولنا۔[۲] قوت بیان عقل کی طلبگار ہے۔ اور صاحب عقل حق کا طلبگار ہوتا ہے اور جو حق کا طلبگار ہو، وہ ظلم نہیں کرتا، نہ زبان سے، نہ قلم سے اور نہ غیر ذمہ دارانہ کردار وعمل سے، کیونکہ ایک کا حق دوسرے پر ہوتا ہے اور پھر "...آپس میں حق وانصاف کرنے کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ دو آدمیوں میں ایک کا حق دوسرے پر اس وقت ہے جب دوسرے کا بھی اس پر حق ہو اور دوسرے کا حق اس پر جب ہی ہوتا ہے جب پہلے کا حق دوسرے پر بھی ہو... پھر اس نے (اللہ نے) ان حقوق انسانی کو بھی جنہیں ایک کے لئے دوسرے پر قرار دیا ہے اپنے ہی حقوق میں سے قرار دیا ہے۔"[۳] اور ظاہر ہے جو اللہ کا حق ہے وہی بندوں کی ذمہ داری قرار پاتا ہے۔ اس طرح آزادی بیان حق نہیں ذمہ داری بن کر بندوں پر عائد ہوتی ہے۔ بیان کرنے والا حق اور عدل وانصاف سے پہلو تہی نہیں کرسکتا ہے۔

اور سننے والوں پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب وہ کچھ سنیں تو تحقیق کرلیں کہ کہنے والا سچ بول رہا ہے یا گمراہ کن رویہ کا حامل ہے ۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "جب خبر سنو تو اسے شرائط کے ساتھ سمجھو، کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں مگر اس کی دیکھ بھال کرنے والے کم ہیں۔"[۴]

آج کی دنیا اور اس کے پس منظر میں مندرجہ بالا تعلیمات پر عمل کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہوگیا ہے کیونکہ مادی وسائل کو حاصل کرنے کی ہوس نے اذہان پر ضرب کاری لگائی ہے اور آج صحن عالم

۱۔ حضرت علیؑ، امام حسنؑ کے لئے وصیت نامہ، نہج البلاغہ، احباب پبلیشرس، لکھنؤ ۱۹۸۲ء، صفحہ ۷۷۶۔

۲۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ عقل کے ۳ مظہر ہیں: ۱۔ پوچھے جانے پر جواب دینا ۲۔ اس وقت بولنا جب سب عاجز ہوجائیں ۳۔ دوسروں کی بھلائی کے لئے رائے دینا۔ ۳۔ حضرت علیؑ خطبہ نمبر ۲۱۴ نہج البلاغہ، احباب پبلیشرس، لکھنؤ ۱۹۸۲ء، صفحہ ۶۶۲۔

۴۔ مختصر کلمات، نہج البلاغہ، احباب پبلیشرس، لکھنؤ ۱۹۸۲ء، صفحہ ۹۱۹۔

میں آزادی بیان کے نام پر وہی ہو رہا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آج دنیا کی روش اس طرح کی ہوگئی ہے کہ ''کچھ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں اترے ہوئے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں پڑ چکے ہیں، ایمان والے دبکے پڑے ہوئے ہیں اور گمراہوں اور جھٹلانے والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔''[۱]

حکومت اور آزادی بیان

قرآن کا فرمان ہے کہ... اِذَاحَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ جب لوگوں کے مابین فیصلہ کرنا تو عدل سے کرنا۔ لہٰذا اگر جور وظلم وستم بڑھنے لگے اور حقوق کی پامالی ہونے لگے تو ایسے میں کیا کریں؟ ایسے میں قائدین، علماء اور دانشوروں کے خامگر یہ ذمہ داری ہے کہ '' آئین جواں مردی وحق گوی و بے باکی'' کو اپنائیں۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سلطان جابر کے سامنے ایک کلمۂ حق کہہ دینا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو دستور حکومت میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی تحریر فرمایا کہ

'' خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں...''[۲]

یہی نہیں اگر فریاد کرنے والے آزادانہ طور پر حکمراں سے کچھ کہنا چاہتے ہوں تو ان کو آزادی بیان ملنا چاہئے اس طرح کہ

'' اور تم اپنے وقت کا ایک حصہ فریادیوں کے لئے خاص کر دینا۔''

سب کام چھوڑ کر ان سے ملاقات کرنا۔ ایسے موقع پر تمہاری مجلس کا دروازہ سب کے لیے کھلا رہے کہ جس کا جی چاہے بے دھڑک چلا آئے۔ اس مجلس میں خدا کے نام پر خاکسار بن جاؤ۔ فوجیوں، افسروں اور پولیس والوں سے مجلس کو بالکل خالی رکھنا تاکہ آنے والے تم سے دل کھول کر اپنی بات کہہ سکیں کیونکہ میں نے رسولؐ اللہ کو بار بار فرماتے سنا ہے کہ '' اس امت کی بھلائی نہیں ہوسکتی، جس

۱۔ حضرت علیؑ خطبہ نمبر ۱۵۲، نہج البلاغہ، احباب پبلیشرس، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۴۶۱۔
۲۔ مکتوب نمبر ۵۳، نہج البلاغہ، احباب پبلیشرس، لکھنؤ ۱۹۸۲ء، صفحات ۸۲۵۔۸۲۴۔

میں کمزوروں کا طاقت ور سے پورا حق دلایا نہیں جاتا۔''

'' یہ بھی یاد رہے کہ اس مجلس میں عوام ہی جمع ہوں گے ۔ اب اگر بدتمیزی سے بات کریں یا اپنا مطلب صاف صاف بیان نہ کرسکیں تو خفا نہ ہونا، برداشت کرلینا۔...''[1]

اس طرح یہ بات واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ آزادیٔ بیان ، بیان کی آزادی ہی نہیں ایک ذمہ داری بھی ہے اور یہ کہ اس آزادی کا طلبگار انسان ہے اور انسان وہ ہے جو انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو، ورنہ اگر بہکا تو اسفل السافلین میں قرار پائے گا۔

اس طرے آزادی بیان انسان کا بنیادی حق ہے کہ ہو اشرف المخلوقات ہے اسے عقل وفہم عطا کرنے کے ساتھ ساتھ،قوت گویائی دے کر بھیجا گیا ہے اور اسے حکم دیا گیا ہے کہ وَتَوَاصَو بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ ۔لیکن آزادی پابند اصول وضوابط رہے ورنہ ایک کی آزادی کسی دوسرے کی اور دوسری آزادیوں سے ٹکرا جائے گی اور نتیجتاً انسان کے ہاتھ انتشار ہی انتشار آئے گا اور کچھ نہیں۔

۱۔مکتوب نمبر ۵۳ ، نہج البلاغہ، احباب پبلیشرس ،لکھنؤ ۱۹۸۲ ء،صفحہ ۸۳۶۔